اللہ کا رنگ

(عقیدہ کورس)

دوسرا حصہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

اللہ کا رنگ

(عقیدہ کورس)

دوسرا حصہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : اللہ کا رنگ (عقیدہ کورس) دوسرا حصہ
مصنفہ : نگہت ہاشمی
طبع اول : نومبر 2017ء
تعداد : 1000
ناشر : النور انٹرنیشنل
لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی
فون نمبر : 0336-4033034، 021-35292341-42
فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر : 03364033050، 041-8759191
ای میل : sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ : ww.alnoorpk.com
فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں بنیادوں میں کام کرنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ جب کسی عمارت کی تعمیر ہوتی ہے تو بنیادوں میں جو اینٹیں لگ جاتی ہیں وہ چھپ جاتی ہیں اور نظر نہیں آتیں لیکن اسی بنیاد پر عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ کسان جب بیج ڈالتا ہے تو بیج زمین کے اندر چلا جاتا ہے لیکن پودے کی ساری کہانی بیج کے اندر ہوتی ہے اور جب تناور درخت یا پوری فصل اگتی ہے تو اصل کردار اس بیج کا ہوتا ہے۔ بہت ساری (Seed Companies) ہوتی ہیں لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو بنیادی بیج (Basic Seed) پر کام کرتے ہیں۔ جیسے زرعی یونیورسٹی (Agriculture University) میں ہر وقت تحقیقات ہوتی ہیں اور گندم، چاول یا جتنی بھی فصلیں ہیں ان کے بنیادی بیج (Basic Seed) پر کام ہوتا ہے۔ ان میں یہ ریسرچ کی جاتی ہے کہ کس طرح سے زیادہ سے زیادہ فصل اگائی جا سکتی ہے، کیسے اس بیج کے اندر اچھی خصوصیات (Qualities) پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اس کام میں مختلف قسم کی فصلیں اگائی جاتی ہیں، مختلف قسموں کی آپس میں (Cross Matching) ہوتی ہے۔ پھر اگلا بنیادی بیج (Basic Seed) تیار ہونے میں مدت لگتی ہے اور جس وقت وہ بنیادی بیج (Basic Seed) تیار ہوتا ہے اور اس سے نئی فصل وجود میں آتی ہے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ گندم کی کوئی نئی ورائٹی آ گئی ہے۔ پھر اس ورائٹی کی خصوصیات آپ کو پتہ چلتی ہیں کہ اس گندم کے آٹے میں چپکنے کی صلاحیت زیادہ ہے یا فلاں آٹے میں یہ صلاحیت نہیں ہے۔

ایسے ہی عقیدہ بھی بیج کی طرح ہے اور اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ انسانوں کے اندر یقین کی کیفیت کیسے پیدا ہوتی ہے تو یہ یقین عقیدے سے متعلق ہے۔ عقیدہ یقین کا بیج ہے، جتنا کسی کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی کے

اندر احساس ذمہ داری (Responsibility) کیسے آتی ہے؟ کیسے کوئی شخص کھرا اور سچا ہو جاتا ہے؟

کیسے وعدے کا پابند ہوتا ہے؟

کس طرح سے کوئی شخص امانت دار ہوتا ہے؟

کیسے کسی کے اندر حیا آتی ہے؟

کسی کے اندر عدل کیسے آتا ہے؟

بین الاقوامی تعلقات میں بہتری کیسے آتی ہے؟

کیسے لوگ اپنے والدین کے خدمت گزار بن جاتے ہیں؟

کس طرح سے حقوق و فرائض کے میدان میں کوئی بہت کامیاب ہو جاتا ہے؟

کس طرح سے کوئی عبادات میں بہتر ہو جاتا ہے؟

کیسے تعلقات میں بہتر ہو جاتا ہے؟

کیسے کسی کی کمائی بالکل ہر طرح سے پاک ہو جاتی ہے؟

کیسے کوئی حلال کو استعمال کرتا ہے اور حرام سے کلی طور پر اجتناب کرتا ہے؟

زندگی کی کوالٹی بہتر بنانے کے لیے جو چیز سب سے زیادہ اہم کردار ادا کرتی ہے وہ عقیدہ ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ عقیدہ صرف لفظی چیز نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق انسان کی سوچ، اس کی فکر اور اس کے اندر کے معاملات سے ہے۔ انسان کا قلب اس کے اوپر کیسے عمل کرتا ہے، اس کی زبان کیسے ساتھ دیتی ہے، اعضاء کیسے ساتھ دیتے ہیں کیونکہ بنیادی بیج (Basic Seed) عقیدہ ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اتنی ہی زیادہ انسان کی زندگی بہتر ہو جاتی ہے۔ اس لیے عقیدے پر کام کرنا دراصل کسی

کی زندگی کے معیار (Quality) پر کام کرنا ہے یعنی یہ انتہائی مضبوط قسم کی تربیت بھی ہے اور بہت مضبوط قسم کا کام بھی ہے۔

دنیا میں جو لوگ عقائد پر کام کرتے ہیں چاہے وہ تحقیقات کریں، کسی عقیدہ ڈیپارٹمنٹ میں کام کریں، چاہے عملی طور پر انسانوں کے عقائد کی بہتری کے لیے کام کریں وہ نہایت سعادت مند لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ فکر رکھنے والے لوگوں کو موقع دیتا ہے۔ ہمارے چھے عقائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ سے ملاقات یعنی آخرت کے دن پر ایمان، اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

ایمان کیا ہے؟

ایمان انسان کی زندگی کا سب سے بڑا تجربہ (Experiment) ہے۔ ایمان لفظی چیز نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے، اللہ تعالیٰ پر ایمان اس پر اعتماد ہے اور یقین روشنی ہے۔

جب ہم کہتے ہیں کہ کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دیا جلا دیں تو اگر آپ کا اپنا دل روشن نہیں ہوگا تو کسی دوسرے تک کیسے روشنی پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کا رنگ دراصل ایمان ہے۔

صِبْغَةَ اللہ "اللہ تعالیٰ کا رنگ"۔

جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے نتیجے میں زندگی میں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کی ذات پر یقین ہے۔ زندگی کے سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا رنگ گفتگو میں

اللہ تعالیٰ کا رنگ سماعتوں میں

اللہ تعالیٰ کا رنگ بصارت میں

اللہ تعالیٰ کا رنگ انسان کے سارے اعمال میں

اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، کچھ بھی غفلت سے نہیں، اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے، اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا ہوا۔ اگر ہم سادگی سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا رنگ ایمان ہے

اگر آپ کی زندگی میں ایمان نظر نہیں آتا، آپ کے رویے سے اس کا پتہ نہیں چلتا تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ دل کے اندر بھی یقین نہیں ہے۔ ایمان کا معاملہ محض لفظوں کا معاملہ نہیں ہے۔ ایمان کا معاملہ عمل کا معاملہ ہے لفظ تو صرف اس کے لیے ہماری مدد کرتے ہیں۔

تو ایمان کیا ہے؟

انسان کی ذات کا اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں گم ہو جانا

انسان کیسی چیز ہے! صدا ہی اپنی بڑائی میں گم رہتا ہے، اپنی ذات، اپنے تعلقات، اپنے معاملات ہی گفتگو میں جھلکتے ہیں۔ آپ جب ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں تو کس چیز کے بارے میں بات کرتے ہیں؟ اپنی روزانہ کی زندگی کے بارے میں، ماں اپنے بچوں کے بارے میں بات کرے گی، بیوی شوہر کے بارے میں بات کرے گی اور دوست دوستوں کے بارے میں بات کریں گے۔ ایک نئی ماں کو دیکھیں ابھی بچہ پیدا ہی ہوا ہے اور

وہ محبت پاش نظروں سے اس کو دیکھتی ہے۔ بچے کے سارے معاملات اس کے دل پر نقش ہو جاتے ہیں اور وہ جب بات کرتی ہے تو اس کی گفتگو میں اس کا بچہ ضرور ہوتا ہے۔ جس سے اسے تو بہت دلچسپی ہے شاید دوسروں کو نہ ہو لیکن اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی کیا سوچتا ہے۔ اسے تو بس یہ پتہ ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، یہ میرا ہے اور میں اس کی ہوں۔

تعلق تو اسے ہی کہتے ہیں

تعلق کے لیے زبان سے اظہار نہیں کرنا پڑتا اگرچہ اظہار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کوئی کمزور چیز نہیں ہے بلکہ یہ تو ایسا تعلق ہے کہ انسان کی زندگی میں ایک ہلچل (Thrill) پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی زندگی بدل جاتی ہے، اس کے اوقات بدل جاتے ہیں، اس کے تعلقات بدل جاتے ہیں، اس کی سوچ کے زاویے بدل جاتے ہیں اور اس کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔ جو کچھ اس سے پہلے تھا وہ سب کچھ اگر اللہ تعالیٰ کے رنگ میں نہ رنگا جائے تو اس کے لیے سب کچھ بے کار ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھنے والا کسی چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ اگر اس کی زندگی میں وہ ساری چیزیں جو اس سے پہلے موجود ہیں وہ زیادہ اہم (Important) ہیں تو اس کا مطلب ہے اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہیں ہے اور ایمان اس کے لیے صرف لفظوں کا معاملہ ہے۔ ابھی تک اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے ایمان پر ہم نے جو بات چیت کی ہے اس میں:

پہلی بات: یہ ہے کہ یقین کا رنگ ہے جس میں زندگی کے سارے معاملات رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔

دوسری بات: اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کی بڑائی میں اپنی ذات کو گم کر دے۔ اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں ڈوبی ہوئی نظر آئے، اس کی گفتگو اس کے انداز، اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا سونا جاگنا اس کے تعلقات، اس کے معاملات، اس کا اخلاق اور ہر چیز ہی ربانی ہو جائے۔

پھر یہ دیکھیں انسان کے پاس احساس کی دولت ہے اور احساس کا معاملہ اتنا زیادہ نازک ہے کہ انسان ہر وقت کسی نہ کسی احساس میں رہتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں میں بہت حساس (Touchy) ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں جلدی محسوس کر لیتی ہوں لیکن کس چیز کو! اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں سرشار ہو۔ اپنی ذات کی بڑائی کے احساس کے لیے بڑا نہیں بلکہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ اس کی ذات پر چاہے سو حرف آ جائیں (React) نہیں کرتا کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں رہنا ہے۔

جو ذات کی بڑائی کے احساس میں سرشار ہوتا ہے وہ ذات کا دفاع کرتا ہے

لیکن

جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں سرشار ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے

اس کے لیے سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی بات، اللہ تعالیٰ کی ذات، اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی ذات پر آنے والی ہر بات کو برداشت کر لیتا ہے۔ اگر وہ یہ گھونٹ پی لے تو صبر ہے اور (Ignore) کر دے تو عفو و درگزر ہے۔ لہٰذا احساس بچا کر رکھنا ہے اور اپنی ذات کی بڑائی کے احساس میں نہیں رہنا کیونکہ پھر تو کرچی کرچی ہوتے رہیں گے۔ اپنی ذات کی بڑائی کے احساس کی وجہ سے کہیں تکبر آئے گا اور جس صورت حال

میں بھی ہوں گے تو اس کی وجہ سے دکھ آئے گا۔ کسی کی بات پر آپ غم محسوس کریں گے اور (Depressed) ہو جائیں گے اور کوئی تعریف کرے گا تو پھول جائیں گے اور فخر کریں گے۔ کبھی آپ اپنی ذات کے حوالے سے مستقبل کا کوئی خوف محسوس کریں گے یا لوگوں سے خوف زدہ ہو جائیں گے تو آپ خوف کی حالت میں زندگی بسر کریں گے۔

جو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں سرشار ہے وہ مومن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے۔ جو اپنی بڑائی کے احساس میں سرشار ہے وہ اپنی ذات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر کوئی ایمان نہیں ہے۔

اسی طرح سے آپ انسان کے جذبات (Emotions) ہیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو اسے اپنی جذباتی تنظیم (Emotional Management) کرنی پڑتی ہے۔ اور پیچھے قوت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پر یقین کی قوت۔ جب آپ یقین رکھتے ہیں تو آپ کے جذبات بھی اس یقین میں ڈھل جاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے جذبات اللہ تعالیٰ پر یقین سے خالی ہوں تو کبھی آپ پر غصہ حاوی آتا ہے، کبھی خوف حاوی آتا ہے اور کبھی کچھ اور حاوی آ جاتا ہے۔

آپ کب جذباتی ہوتے ہیں؟ آپ کی آنکھوں میں آنسو کب آتے ہیں؟ (Reactions) تو ہر انسان کو لگتے رہتے ہیں، انسان کے جذبات متاثر ہوتے رہتے ہیں اور کبھی بالکل ٹھیک بھی ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسان جذباتی طور پر مضبوط (Emotionally Strong) ہوتا ہے اور کوئی جذباتی طور پر کمزور (Emotionally Weak) ہوتا ہے۔

آپ خود کو کمزور تو محسوس کرتے ہیں لیکن کمزوری کی وجہ کیا ہے؟ آپ کے جذبات کا

جو مرکز ہے اس کے ساتھ تعلق (Connectivity) میں کمی ہے۔ابھی تک آپ کے جذبات کا مرکز ایسا ہے جس میں کبھی کوئی چیز ابھر آتی ہے اور کبھی کوئی ابھر آتی ہے جبکہ مرکزی چیز تو ایک ہوتی ہے۔آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین (Belief) جس کی وجہ سے آپ کے جذبات اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں ڈھل جائیں گے اور آپ کی جذباتی تنظیم (Emotional Management) ہو جائے گی۔آپ (Reactionary) نہیں ہوں گے۔آپ کا خوف کنٹرول ہو سکتا ہے۔اور پیچھے کون سی چیز کنٹرول کرے گی؟

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ایک اللہ کی بڑائی، ایک اللہ کی عظمت، ایک اللہ کا تعلق انسان کو کہاں لے جاتا ہے! اسے کوئی خوف نہیں رہتا حتیٰ کہ اگر کسی کو سولی پر لٹکانے کے لیے ساری دنیا ارد گرد جمع ہو جائے اور اسے یہ کہا جائے:

"اگر تمہاری رہائی کے عوض محمد ﷺ کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہوگا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم اگر میری رہائی کے عوض ان کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے مجھے گوارا نہیں ہے۔"

تو تیش میں آنے والے جنہیں (Reaction) لگ گیا انہوں نے ایک ایک عضو کاٹنا شروع کر دیا۔کبھی آپ نے دیکھا ہے! جب کسی کا عضو کٹتا ہے تو خون کا فوارہ کیسے اچھلتا ہے لیکن یقین کے مرکز کو دیکھئے گا اور ایمان کیسا ہے!

تکلیف تو ہوگی لیکن یقین کے ساتھ تکلیف، تکلیف نہیں دیتی اور انسان تکلیف کو بھول جاتا ہے۔وہ (Focused) ہو جاتا ہے اور ایک بدلہ ہوا انسان بن جاتا ہے۔لہو کا

فوارہ ابلا لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے احساس میں سرشار اس انسان کی زبان سے نکلا:

فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَه

''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔''

کیسی (Emotional Management) ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا یقین کہیں بھی کمزور نہیں پڑنے دیتا۔ جو قوت والے کے ساتھ تعلق باندھے وہ کمزور کیسے ہوسکتا ہے؟

اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

''بے شک قوت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

قوت والے کے ساتھ تعلق باندھ لیں، اس کے ساتھ تعلق جوڑ لیں تو آپ قوی ہو جائیں گے اور کمزور نہیں رہیں گے۔ آپ جذباتی طور پر مضبوط (Emotionally Strong) ہو جائیں گے۔ جذبات اگر اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہوں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جذباتی لگاؤ رکھیں گے، آپ کے دل، آپ کے ذہن اور آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی ہو جائے گی تو کوئی چیز آپ کو خوف زدہ نہیں کر سکتی، کوئی چیز جذبات کو متاثر نہیں کر سکتی کیونکہ آپ کے پاس امید جیسی دولت ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس وقتی تکلیف، غم اور وقتی صدمے سے نکل آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں کو ایسے ہی حالات میں رکھتے ہیں۔ رسول اللہ a سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا:

''ہم نے تمھیں غم پر غم دیے تاکہ تمھیں اپنی کھو جانے والی چیز کا افسوس نہ رہے۔''

افسوس سے نکل جاؤ۔ (Emotional Management) کتنی مضبوط

چیز ہے (الحمدللہ)۔ مجھے ایمان کے حوالے سے یہ چیز بہت آگے لے جاتی ہے کہ ایمان والا رہتا دنیا میں ہے لیکن اس نے ہر وقت اپنی سوچ سے اللہ تعالیٰ تک جانا ہوتا ہے۔

دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ تک جانا ہی ایمان ہے

ہر موقع پر، خوشی ہو یا غم ،مصیبت ہو یا آزمائش کسی طرح کا موقع ہو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا کتنا عظیم کام ہے۔ اس دنیا پر رہنے والا چاہے کوئی کسی شہر میں رہے یا دیہات میں ہو، کسی بھی مقام پر ہو اسے جب مصیبت آئے، اس سے جب کچھ کھو جائے ہر موقع اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو پانے کا موقع ہو جاتا ہے۔ عین اس موقع پر جب کچھ کھو گیا تو اسے یاد رہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ہوں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

''ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بے شک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

یہ ایمان ہے اور یہ زمین کے باشندوں کے لیے کتنی بڑی سعادت ہے کہ رہتے زمین اور فرش پر ہیں لیکن ہر وقت سوچوں کے ساتھ عرش والے کے ساتھ جڑے رہتے ہیں (الحمدللہ رب العالمین)۔ ایمان کتنی پیاری چیز ہے، کتنی بڑی دولت ہے، یقین کتنی بڑی نعمت ہے۔ جب کوئی ایمان کی حقیقت کو پالیتا ہے تو ایمان تو ایک سیلاب ہے اور سیلاب کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ راستے میں آنے والی ہر چیز کو بہا کر لے جاتا ہے۔ ایمان کا یہ سیلاب انسان کے سینے سے بہہ نکلتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور اعتماد ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو بڑا مان لیا پھر یہ سیلاب کیسے بہتا ہے۔

نبی ﷺ کے بارے میں حدیث کی کتابوں میں ہمیں ملتا ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سینے سے ہنڈیا جیسی ابلنے کی آواز آتی تھی۔ آپ تجربہ

(Experience) کر کے دیکھیں، جب آپ اللہ تعالیٰ کی یادوں میں ڈوبیں گے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو آپ کے سینے میں بھی ایسی آواز آئے گی۔ پھر یہ سیلاب آنکھوں سے آنسو بن کے رواں ہو جاتا ہے۔

ملاقات کا یہ تجربہ بہت خوب صورت ہے اور یہ کسی وقت، کسی مقام پر، کسی کو بھی ہو سکتا ہے لیکن آزمائش شرط ہے۔ آپ تجربہ کرنا چاہیں گے! میں آپ کو (Tip) دیتی ہوں کہ کیسے کریں؟ جرأت کی بات ہے لوگوں کے درمیان یا اکیلے میں آپ کسی بھی جگہ پر یہ تجربہ کر سکتے ہیں، نماز پڑھنے کے بعد کر لیں تو بہت اچھا ہے۔ اگر کھڑے ہو جائیں تب بھی، بیٹھے ہیں تب بھی (Depend) کرتا ہے کہ آپ کس حالت میں زیادہ اچھا محسوس کرتے ہیں۔ آپ دیوار کے ساتھ چپک جائیں تو بہت ہی اچھا ہے لیکن کسی کھلی فضا میں چلے جائیں اور لوگوں سے الگ تھلگ ہو جائیں اور اونچی آواز میں بچپن سے لے کر آج تک جتنی غلطیاں ہوئی ہیں اپنے مولا سے معافی مانگنا شروع کر دیں۔ ایک ایک بات بتانا شروع کر دیں کہ میں نے فلاں وقت پر یہ کیا، پھر بھی مجھے زندگی کا موقع دیا، آپ نے پھر بھی مجھے نہیں پکڑا۔ میں نے فلاں وقت پے یہ غلطی کی، فلاں وقت پے یہ غلطی کی تو آپ کی کیفیت بدلتی چلی جائے گی۔ آپ جتنا اپنی غلطی کو یاد کریں گے اتنا ہی استغفار اور بخشش کی دعا کریں گے۔ یہ رشتہ ہے، یہ تعلق ہے، جتنا یہ تعلق مضبوط ہوگا اتنا ہی زیادہ آپ پاک (Pure) ہوتے چلے جائیں گے۔ عقیدہ انسان کو بہت پاک (Pure) کرتا ہے۔ ایمان تزکیہ (Purification) کا ایک عمل ہے۔ ہر موقع پر پتہ چلتا ہے ایمانی (Level) کیا ہے۔ یہ (Thermometer) ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس وقت کیا کیفیت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے:

الایمان یزید وینقص　　ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

استغفار اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا بہت بڑی دولت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ندامت توبہ ہے۔''

جس وقت آپ کو ندامت ہو، آپ ندامت کی کیفیت میں جائیں گے تو آپ کے سینے سے سیلاب بہہ نکلے گا اور تزکیہ (Purification) کا یہ عمل جاری رہنا چاہیے لیکن کبھی تو زندگی میں وہ وقت آئے جب انسان اپنے پچھلے سارے اعمال کو یاد کرے۔

یہ ایمان اور یقین بعض اوقات ایک زلزلہ بن جاتا ہے۔ جب انسان کسی خاص زاویے سے غور و فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانتا ہے تو اس کے اندر بھونچال آجاتا ہے۔ اور یہ واقعہ زندگی میں ایک دفعہ نہیں ہوتا، جب بھی آپ غور و فکر کرو گے، جتنی گہرائی میں جا کر پالو گے تو آپ کے اندر بھونچال آجائے گا، زلزلے کی کیفیت آجائے گی۔ جیسے نجاشی کے دربار میں کیا کیفیت تھی ان کی جب سورہ مریم کی تلاوت ہو رہی تھی تو انہوں نے حق کو پہچان لیا تھا۔ ہمیں ساتویں پارے کے آغاز میں تذکرہ ملتا ہے کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، اس لیے کہ انہوں نے حق میں سے پہچان لیا تھا اور وہ پکار اٹھے کہ ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ 83:)

''چنانچہ ہمارا نام گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔''

آپ شاہد، گواہی دینے والے بننا چاہیں گے؟ جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں وہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہوتے ہیں۔ سوچیں رب کائنات کی گواہی کتنی بڑی گواہی ہے،

ایمان کے بغیر یہ گواہی کون دے سکتا ہے؟ وہ ربّ بھونچال کے بعد گواہ بنتا ہے۔ یونہی گواہی نہیں دی جاتی۔ ذات کے اندر زلزلہ نہ آئے تو انسان رب کی بات نہیں کر پاتا۔ کوئی تو نقطہ آغاز ہوتا ہے۔

آپ بھونچال کے وقت اپنی کیفیت دیکھتے ہیں؟

جب زلزلہ آتا ہے کیا کیفیت ہوتی ہے؟

کیا لوگ اپنی جگہ پر رہ جاتے ہیں؟

ویسے ہی سکون کے ساتھ ٹھنڈے، میٹھے ماحول میں بیٹھ کر پڑھ رہے ہوں یا کہیں کھانا بنا رہے ہوں یا کہیں کوئی اور کام کر رہے ہوں اور جب بھونچال آتا ہے تو لوگ باہر کی طرف بھاگتے ہیں۔ جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں چاہے کسی کی جان بچے یا نہ بچے کوشش (Effort) ضرور ہوتی ہے۔ جب کسی کی ذات میں اللہ تعالیٰ کی پہچان سے زلزلہ آتا ہے تو وہ اس کی تبدیلی کا دن ہوتا ہے، وہ اس کے یقین کا دن ہوتا ہے، وہ وقت سب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ اور آپ دیکھیں کہ ایمان تو دراصل انسان کا رب کو پالینا ہے۔

ان سارے لوگوں سے جو ملازمت (Job) کرنے کی بڑی خواہش رکھتے ہیں، جو دنیا میں مال کمانا چاہتے ہیں اور جو دنیا میں عزت اس کو سمجھتے ہیں کہ انسانوں کی نظروں میں کیسے عزت کا مقام ملے گا، میں ان سب سے کہنا چاہتی ہوں یہی چیز آپ کو ایمان کے راستے میں کمزور کرے گی۔ جو اپنے رب کو پالیتا ہے، جس کو رب مل جاتا ہے اس کے بعد وہ کون سی چیز ہے جو اس کو نہیں ملے گی؟

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (یونس:65)

”یقیناً ساری کی ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔“

عزت اس رب کے پاس ہے کوئی انسان کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

''اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں ہی سب بھلائی ہے۔'' (آل عمران:26)

یہ یقین (Belief) ہے۔

اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (آل عمران:26)

''اے اللہ! بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے غلام بن جاؤ، بادشاہِ کائنات کے غلامی اختیار کر لو، اس کی نوکری کر لیں، اس کی سروس پر لگ جائیں۔ اسی سروس میں انبیاء، صالحین، صدیقین اور شہداء نے عزت پائی تھی۔ زمانہ گواہ ہے اور جس نے سب سے زیادہ سروس کی اس کا سب سے اونچا مقام ہوگا (ان شاء اللہ)۔ تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مقام بنانا ہے۔ وہ لوگ ناکام ہیں جو لوگوں کی نظروں میں مقام بنانا چاہتے ہیں۔

دنیا میں کوئی ضرورت کے لیے بزنس کرنا چاہے، مجبوری کے لیے ملازمت کرنا چاہے تو ٹھیک ہے کریں لیکن عزت وہاں نہیں تلاش کی جا سکتی، عزت کی وجہ سے نہیں کیونکہ عزت کسی کی ملازمت میں نہیں ہے۔ فرض شناسی کے ساتھ ملازمت کریں لیکن کسی گریڈ کے ساتھ عزت کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ عزت تو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

انسان جس وقت دنیا میں مشغول ہوتا ہے تو اس کے اندر خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن قیم اپنی کتاب الوابل الصیب میں لکھتے ہیں: ''کہ انسان کے اندر جب خلا پیدا ہوتا ہے تو اس خلا کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا تعلق، اس کی یاد ہی اسے پُر کرتی ہے۔''

انسان کا جس سے تعلق ہوتا ہے وہ اسے کچھ دینا چاہتا ہے، اس کا دل چاہتا ہے اس کو کچھ پیش کرے، کہیں الفاظ کی صورت میں، کہیں آنسوؤں کی صورت میں، کہیں سسکیوں کی صورت میں اور بعض اوقات انسان اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ انسان کے پاس دینے والی سب سے بڑی چیز محبت ہے اور انسان کی محبت کا سب سے زیادہ حق دار اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سب سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:165)

''اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں زیادہ شدید ہیں۔''

اور رب العزت نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (سورہ التوبہ:24)

''آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے

مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔"

اللہ تعالیٰ کی محبت ایمان کا سب سے بڑا تقاضا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا اور سب چیزوں سے بڑھ کر نہیں کرتا تو اس کے ایمان کو خطرہ لاحق ہے، اللہ تعالیٰ اس پر کسی وقت بھی گرفت کر سکتے ہیں۔ تو اس با کمال ہستی سے تعلق بنانے کے لیے شدید محبت سے کمتر کوئی نذرانہ پیش کرنے والا نہیں ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے جلال اور اس کے کمال کے ساتھ نہیں پایا وہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی پہچان، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جاننے کی بہت ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کی دو صورتیں ہیں: ایک تقلیدی ایمان ہے اور ایک زندہ ایمان ہے۔ تقلیدی ایمان وہ ہے جو عام طور پر ہماری سوسائٹی میں لفظی اور زبانی طور پر جاری رہتا ہے اور زندہ ایمان عقیدہ ہے جو انسان کی روح کو تڑپاتا ہے اور وہ انسان کے اندر ہلچل پیدا کرتا ہے اور اسے بدلا ہوا انسان بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زندہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی عظیم قوتوں کے ساتھ دیکھ لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح پا لینے والا پہلے جیسا انسان نہیں رہ سکتا۔ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی پہچان کے بعد انسان کی ذات کے اندر زلزلہ پیدا ہوتا ہے، اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے جو اسے ہر ایسے کام سے روکتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے سب سے زیادہ واسطہ (Concern) ہوتا ہے۔ وہ ہر ایسے کام سے رکنا چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور ہر ایسا کام کرنا چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو

جائے۔ایسے انسان کے لیے جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے بڑی چیز ہوتی ہے۔

دنیا میں انسانوں کے بہت سارے مسائل ہوتے ہیں۔ایک ماں کے لیے بچوں کے مسائل ہیں، باپ بہت پریشان ہے کہ بیٹی کا رشتہ نہیں ہو رہا۔کسی کا رشتوں کا مسئلہ ہے، کسی کے لیے رزق کا مسئلہ ہے، کسی کے لیے صحت مسئلہ ہے لیکن مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق سب سے بڑا مسئلہ ہے۔اس کا سب سے بڑا (Concern) اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ زندہ تعلق سے خوف کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔یہ خوف بہت بڑی دولت ہے، اسی خوف کی وجہ سے انسان ایمان والا بنتا ہے کیونکہ وہ ہر ایسے کام سے رکنا چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ روکتے ہیں۔جہاں خوف اور ایمان الگ الگ ہو جائیں وہ تقلیدی عقیدہ ہے اور جہاں خوف اور ایمان ایک ہو جائیں یہ زندہ عقیدہ ہے (الحمد للہ رب العالمین)۔

کائنات اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور مخلوق کے روپ میں پیدا کرنے والے کی زندہ تصویر ہے (الحمد للہ رب العالمین)۔جو اس کائنات میں غور و فکر کرے گا وہ ہر چیز پر غور و فکر کر کے اپنے رب کو ضرور پا لے گا۔دنیا میں ایک طرف مشینی مناظر ہوتے ہیں اور لوگ مشینی مناظر کو دیکھنے سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔مشینی مناظر کو دیکھ کر انسان یاد آتا ہے اور فطری مناظر کو دیکھ کر رب یاد آتا ہے۔قدرتی مناظر میں انسان اپنے رب عظیم کو پا لیتا ہے اور قدرتی مناظر میں اللہ تعالیٰ کی کارگری کا بہت دھیان رہتا ہے (الحمد للہ)۔

اللہ تعالیٰ کی کاریگری کو انسان دیکھتا ہے اور حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔جتنا وہ غور کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پا لیتا ہے۔غور و فکر کرنے کے لیے میدان بہت وسیع

ہے اور قدرتی مناظر اللہ تعالیٰ کی صفات کا آئینہ ہیں۔اس لیے قدرتی مناظر کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر کے رکھئے یعنی دن کا کچھ وقت تو ضرور قدرتی مناظر کے ساتھ گزارنا چاہیے ۔پھولوں کی خوشبو یا رنگ ہوں، بات پھلوں کی ہو یا بات ذائقوں کی ہو، بات جانوروں کی ہو یا بات پرندوں کی ہو،غور وفکر کرنے والے کے لیے بہت مواد ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی سچی پہچان، اپنی سچی محبت عطا کر دیں اور ہمیں ایمان کے ساتھ ہی جینے اور ایمان کے ساتھ ہی اس جہان سے جانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

آپ اس کورس کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا راستہ

اس سے محبت کا راستہ

اس سے امید باندھنے کا راستہ

اس سے خوف رکھنے کا راستہ

مصیبت میں صبر کرنے کا راستہ

اس کی خاطر، نعمت ملنے پہ شکر کا راستہ

اس کی خوشی کے لیے جینے اور اس کی خوشی کے لیے جانے کا راستہ

النور انٹرنیشنل

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک ایجوکیشن اینڈ ریسرچ

لاہور، فیصل آباد، کراچی

 www.alnoorpk.com
 Nighat Hashmi